بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سماع صلوٰۃ وسلام

از افادات: متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

عقیدہ اہل السنت والجماعت:

اہل السنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام وفات ظاہری کے بعد اپنی قبروں میں بتعلقِ روح زندہ ہیں، ان کے اجسادِ مقدسہ بعینہٖ محفوظ ہیں، صرف یہ ہے کہ احکام شرعیہ کے وہ مکلّف نہیں ہیں لیکن وہ نماز بھی پڑھتے ہیں اور روضہ اقدس پر جو درود پڑھا جائے اسے بلاواسطہ سنتے ہیں اور اگر دور سے پڑھا جائے تو فرشتے ان کی خدمت میں پہنچا دیتے ہیں۔

اہل بدعت کا نظریہ:

منکرین سماع النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا موقف یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ نہیں بلکہ مردہ ہیں [معاذاللہ]، صلوۃ وسلام کا سماع نہیں فرماتے، یہ عقیدہ شرکیہ عقیدہ ہے، اس کے دلائل من گھڑت ہیں، یہ عقیدہ شیعہ کا ہے، اس عقیدہ کے قائلین شرک کے کھیت کے دہقان ہیں وغیرہ وغیرہ۔ قارئین کی خدمت میں ان کی بعض عبارات ملاحظہ ہوں۔

1: فرقہ مماتیت اپنے بعض عقائد منظر عام پر لائے اور جماعتی لیٹر پیڈ پر یہ عقائد لکھ کر شائع کیے۔ سید ضیاء اللہ بخاری صاحب نے ان عقائد کی تصدیق بھی کی۔ ان عقائد میں یہ درج ہے کہ:

عقیدہ(2) آپ صلی اللہ علیہ وسلم عند القبر صلوۃ وسلام کا سماع نہیں فرماتے جو سماع کا قائل ہے وہ بے ایمان کافر اور مشرک ہے (عند القبر صلوۃ وسلام کے سماع کی جتنی بھی احادیث ہیں وہ سب کی سب جعلی اور موضوع ہیں)

تمام عقائد قرآن وسنت کے مطابق ہیں۔ [دستخط] ضیاء اللہ

(نوٹ: اس کی ایک کاپی ہمارے پاس محفوظ ہے: از ناقل)

2: محمد عطاء اللہ بندیالوی صاحب (مماتی) عقیدہ حیاۃ وسماع النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قائلین کے بارے میں لکھتے ہیں:

☆ "حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم، سماع موتیٰ اور بزرگوں کے وسیلے جیسے موضوعات پر دلائل دے کر الٹا شرک کے کھیت کے دہقان بنے ہوئے ہیں۔" (شرک کیا ہے: ص4)

☆ امام الانبیاء علیہم السلام کے ذمہ یہ جھوٹ لگایا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام میری قبر پر سلام کہیں گے تو میں اس کا جواب دوں گا۔

(کیا مردے سنتے ہیں: ص37)

☆ امام الانبیاء علیہم السلام قبر منور پر آنے والوں کے سلام کو نہیں سنتے۔ (کیا مردے سنتے ہیں: ص39)

3: مولوی اللہ بخش صاحب (مماتی) لکھتے ہیں:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا درود وسلام عند القبر سننا وجواب دینا یہ قصّہ من گھڑت ہے۔

(دعوۃ الرشاد: ص8 مؤلف مولوی اللہ بخش، مؤید عنایت اللہ شاہ گجراتی)

4: فتاویٰ اصحاب الحدیث میں ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درود وسلام کو سنتے نہیں ہیں۔ (ج2 ص62)

ایک دوسرے مقام پر ہے: بہر حال رسول اللہ صلی اللہ ہمارے درود وسلام کو براہ راست ہم سے نہیں سنتے ہیں۔ (ج2 ص63)

دلائل اہل السنۃ والجماعۃ از قرآن مجید

پہلی آیت:

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ. (البقرۃ:154)

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کئے گئے اُن کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں، لیکن تمہیں ان کی زندگی کا احساس نہیں ہوتا۔

تفسیر:

[۱]: مفتی بغداد علامہ محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (1270ھ) ایک مقام پر حیات الشہداء کا ذکر کرتے ہوئے حیاۃ الانبیاء کا تذکرہ ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

وھی فوق حیاۃ الشهداء بكثير وحیاۃ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم أكمل وأتم من حیاۃ سائرهم علیهم السلام ... إن تلك الحیاۃ فی القبر وإن كانت یترتب علیها بعض ما یترتب علی الحیاۃ فی الدنیا المعروفة لنا من الصلاۃ والأذان والإقامة ورد السلام المسموع ونحو ذلك إلا أنها لا یترتب علیها كل ما یمكن أن یترتب علی تلك الحیاۃ المعروفة.

(روح المعانی: ج22 ص38 تحت قولہ تعالیٰ: ماکان محمد ابا احد من رجالکم)

ترجمہ: یہ حیات (جو انبیاء علیہم السلام کو حاصل ہے) شہداء کی حیات سے بہت اعلیٰ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات تو تمام انبیاء علیہم السلام سے اکمل واتم ہے... اس قبر کی زندگی پر اگرچہ بعض وہ امور مترتب ہوتے ہیں جو ہماری دنیا کی معروف زندگی پر مترتب ہوتے ہیں مثلاً نماز، اذان، اقامت اور سنے ہوئے سلام کا جواب لوٹانا اور اسی طرح کے دیگر امور، مگر اس پر وہ سب امور مترتب نہیں ہوتے جو دنیا کی معروف زندگی پر مترتب ہوتے ہیں۔

[۲]: شیخ عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب فرماتے ہیں:

والذی نعتقد ان رتبة نبینا صلی اللہ علیہ وسلم اعلی مراتب المخلوقین علی الاطلاق وانہ صلی اللہ علیہ وسلم حی فی قبرہ حیوۃ مستقرۃ ابلغ من حیوۃ الشهداء المنصوص علیها فی التنزیل اذ هو افضل منهم بلا ریب وانہ صلی اللہ علیہ وسلم یسمع من یسلم علیہ. (اتحاف النبلاء: ص:415)

ترجمہ: ہمارا یہی اعتقاد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ تمام مخلوقات سے علی الاطلاق اعلیٰ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں دائمی طور پر زندہ ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حیات شہداء کی حیات سے جو قرآن میں منصوص ہے، بہت بالا تر ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ و سلم اُن سے بلا ریب افضل ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے روضہ اطہر میں سلام عرض کرنے والوں کا سلام خود سنتے ہیں۔

دوسری آیت:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ○ إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَى لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ○ (سورۃ الحجرات:۲،۳)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند نہ کرو، اور نہ ان سے بات کرتے ہوئے اس طرح زور سے بولا کرو جیسے تم ایک دوسرے سے زور سے بولتے ہو، ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال برباد ہو جائیں اور تمہیں پتہ بھی نہ چلے۔ بے شک جو لوگ بارگاہ نبوت میں اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں یہ وہی لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے خوب جانچ کر تقویٰ کے لیے منتخب کر لیا ہے، ان کو مغفرت بھی حاصل ہے اور زبردست اجر بھی۔

تفسیر:

[۱]: مولانا محمد مالک کاندھلوی (م1409ھ) فرماتے ہیں:

احادیث میں ہے کہ ایک مرتبہ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد میں دو شخصوں کی آواز سنی تو ان کو تنبیہ فرمائی اور پوچھا کہ تم لوگ کہاں کے ہو؟ معلوم ہوا کہ یہ اہل طائف ہیں۔ تو فرمایا: اگر یہاں مدینے کے باشندے ہوتے تو میں تم کو سزا دیتا (افسوس کی بات ہے) تم اپنی آوازیں بلند کر رہے ہو مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں۔ اس حدیث سے علماءِ امت نے یہ حکم اخذ فرمایا ہے کہ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام آپ کی حیات مبارکہ میں تھا، اسی طرح کا احترام وتوقیر اب بھی لازم ہے۔ کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں حیؔ (زندہ) ہیں۔ (معارف القرآن تکملہ ج:7 ص487)

[۲]: علامہ رحمت اللہ بن عبد اللہ السندھی الحنفی رحمہ اللہ (م978ھ او993ھ) فرماتے ہیں:

ثم توجه مع رعاية غاية الادب فقام تجاه الوجه الشريف متواضعاً خاشعاً مع الذلة و الانكسار و الخشية و الوقار والهيبة و الافتقار غاض الطرف مكفوف الجوارح فارغ القلب واضعاً يمينه على شماله مستقبلاً للوجه الكريم مستدبراً للقبلة........ محترزاً عن اشغال النظر بما هناك من الزنية، متمثلاً صورته الكريمة فى خيالك، مستشعراًبانه عليه الصلوة و السلام عالماً بحضورك و قيامك و سلامك مستحضر ا عظمته وجلالته و شرفه و قدره صلى الله عليه و سلم ثم قال مسلماً مقتصداًمن غير رفع صوت لقوله تعالى: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِندَ رَسُولِ اللَّهِ﴾ ولا اخفاء بحضور و حياء۔

(لباب المناسک للسندی: ص508 باب زیارۃ سید المرسلین)

ترجمہ: پھر انتہائی ادب کے ساتھ چہرہ اقدس کی طرف متوجہ ہو، تواضع، رسوائی، انکساری، خوف اور سکون کے ساتھ اور ہیبت، محتاجی، نگاہوں کو پست کئے ہوئے جوارحات کو حرکات سے بند رکھتے ہوئے، دل کو ہر بات سے اُس مقصود کے لئے فارغ کئے ہوئے اور دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھے ہوئے، چہرہ مکرم کی طرف منہ کئے ہوئے، اور قبلہ مبارکہ کی طرف پشت کئے ہوئے اور وہاں کی آرائش وتزئین سے نگاہوں کو بچاتے ہوئے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارکہ کا تصور لیے ہوئے اور یہ سمجھتے ہوئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیری موجودگی، تیرے قیام اور تیرے سلام سے باخبر ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وجلالت بلندی قدر کو ملحوظ رکھتے ہوئے پھر سلام پیش کرے، میانہ روی سے اور آواز کو پست رکھتے ہوئے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اپنی آواز کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے پست رکھو، اور بے شک جو لوگ بارگاہ نبوت میں اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں (یہ وہی لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے خوب جانچ کر تقویٰ کے لیے منتخب کر لیا ہے، ان کو مغفرت بھی حاصل ہے اور زبردست اجر بھی)، اور نہ زیادہ اخفاء کے ساتھ اور حضور قلب اور حیاء کے ساتھ سلام عرض کرے۔

[۳]: قطب الاقطاب مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ (م1322ھ) فرماتے ہیں:

"اور بہت پکار کر نہ بولے، بلکہ آہستہ خضوع اور ادب سے بہ نرمی عرض کرے اور جس کا سلام کہنا ہو عرض کرے:" السلام عليك يا رسول الله من فلان بن فلان يستشفع بك الى ربك" (اے اللہ کے رسول! آپ کو فلاں بن فلاں کی طرف سے سلام قبول ہو، وہ شخص آپ سے درخواست کر رہا تھا کہ آپ اس کے لیے رب سے سفارش کریں) (تالیفات رشیدیہ: ص650 زبدۃ المناسک)

[۴]: شارح ابوداؤد حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری (م1346ھ) فرماتے ہیں:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حیات ہیں اور ایسی آواز سے سلام کرنا بے ادبی اور آپ کی ایذاء کا سبب ہے۔ لہذا پست آواز سے سلام عرض کرنا چاہیے۔ مسجد نبوی کی حد میں کتنی ہی پست آواز سے سلام عرض کیا جائے اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں۔"

(تذکرۃ الخلیل: ص370)

[۵]: شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ "(م1369ھ) فرماتے ہیں:

"اور جو قبر شریف کے پاس حاضر ہو، وہاں بھی ان آداب کو ملحوظ رکھے۔" (تفسیر عثمانی: ج2ص640)

احادیث مبارکہ سے ثبوت

اس عنوان کے تحت ہم ان احادیث مبارکہ کو بیان کریں گے جن سے سماع النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہوتا ہے۔

حدیث نمبر 1:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلاَّ رَدَّ اللّٰهُ عَلَيَّ رُوحِي حَتَّى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلاَمَ

(سنن ابی داؤد: ج1ص286 کتاب المناسک باب زیارۃ القبور، مسند احمد: ج9ص575 رقم الحدیث 1075، مسند اسحاق بن راھویہ: ص204 رقم الحدیث 520، السنن الکبریٰ للبیہقی: ج5ص245 باب زیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم، شعب الایمان للبیہقی: ج2ص217 باب فی تعظیم النبی صلی اللہ علیہ وسلم رقم الحدیث 1581)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بھی کوئی آدمی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح مجھ پر لوٹا دیتا ہے (یعنی متوجہ کر دیتا ہے) یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

تصحیح واستدلال بالحدیث:

اس حدیث کو مندرجہ ذیل حضرات نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے اور اس کی تصحیح فرمائی ہے۔

(1) علامہ ابن تیمیہ حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (م728ھ) فرماتے ہیں:

وَهُوَ حَدِيثٌ جَيِّدٌ. (مجموع الفتاویٰ: ج27ص55 کتاب الزیارۃ)

ترجمہ: یہ حدیث جید (کھری) ہے۔

(2) امام تقی الدین سبکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م756ھ) فرماتے ہیں:

وهذا اسناد صحيح. (شفاء السقام: ص161 الباب الثانی فیما ورد من الاخبار الخ)

ترجمہ: اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

(3) حافظ ابن کثیر شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م774ھ) فرماتے ہیں:

وصححه النووي في الاذكار. (تفسیر ابن کثیر: ج3ص674 تحت الآیۃ: ان اللہ وملئکتہ یصلون)

ترجمہ: امام نووی نے اس روایت کو اپنی کتاب "الاذکار" میں صحیح قرار دیا ہے۔

(4) حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ علیہ (م852ھ) اس روایت کو نقل کر کے فرماتے ہیں:

ورواته ثقات. (فتح الباری ج:6 ص:596 کتاب احادیث الانبیاء، باب قول اللہ واذکر فی الکتاب مریم)

ترجمہ: اس روایت کے راوی ثقہ ہیں۔

(5) علامہ سمہودی رحمۃ اللہ علیہ (م911ھ) فرماتے ہیں:

وروى ابو داود بسند صحيح...... عن أبي هريرة رضي الله عنه مرفوعا. (وفاء الوفاء ج4ص1349 الفصل الثانی فی بقیۃ ادلۃ الزیارۃ)

ترجمہ: امام ابو داؤد نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔

(6) علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی رحمۃ اللہ علیہ (م1122ھ) فرماتے ہیں:

باسناد صحيح. (شرح المواہب للزرقانی: ج8ص308)

ترجمہ: یہ روایت سند صحیح کے ساتھ مروی ہے۔

(7) خاتم المحدثین مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ (م 1352ھ) حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے فرماتے ہیں:

رواته ثقات. (عقیدۃ الاسلام: ص120)

ترجمہ: اس کے راوی ثقہ ہیں۔

(8) شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ (م 1369ھ) نے اس حدیث کو صحیح فرمایا ہے۔ (فتح الملہم: ج1 ص330 باب الاسراء برسول اللہ وفرض الصلاۃ الخ)

ردروح کا مطلب:

اس حدیث میں "ردروح" سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ فرماتے ہیں اور قوت گویائی عطا فرماتے ہیں۔

اکابرین امت کی چند تصریحات ملاحظہ ہوں۔

1: علامہ علی بن احمد عزیزی رحمۃ اللہ علیہ (م 1070ھ) فرماتے ہیں:

(الا رد الله علی روحی) ای رد علی نطقی لانه صلی الله علیه و سلم حی دائماً و روحه لا تفارقه لان الانبیاء احیاء فی قبورهم. (السراج المنیر: ج3 ص278)

ترجمہ: حدیث "إِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيَّ رُوْحِی" میں "ردِروح" سے مراد قوتِ گویائی کا عطا ہونا ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوامی طور پر زندہ ہیں اور آپ علیہ السلام کی روح آپ علیہ السلام سے الگ نہیں ہوتی، اس لیے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

2: قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ (م 1297ھ) فرماتے ہیں:

اس صورت میں حاصل معنی حدیث شریف کے یہ ہوں گے کہ جب کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجتا ہے تو خداوند کریم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پُر فتوح کو اس حالت استغراق فی ذات اللہ تعالیٰ و تجلیات اللہ سے جو بوجہ محبوبیت و محبیت تامہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل رہتی ہے، اپنے ہوش عطاء فرمادیتا ہے۔ یعنی مبدء انکشاف نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو انبساط الی اللہ حاصل تھا مبدل بانقباض ہو جاتا ہے اور اس وجہ سے ارتداد علی النفس حاصل ہوتا ہے اور اپنی ذات وصفات اور کیفیات اور واقعات متعلقہ ذات وصفات سے اطلاع حاصل ہو جاتی ہے، سو چونکہ سلام اتیان بھی مجملہ وقائع متعلقہ ذات خود ہیں، اس لئے اس سے مطلع ہو کر بوجہ حسنِ اخلاقِ ذاتی جواب سے مشرف فرماتے ہیں۔ اس صورت میں اثباتِ حیات اور دفع مظنہ ممات بمعنی انقطاعِ تعلق حیات کے لیے جواب میں اور تکلفات کی حاجت نہ رہے گی۔

(آب حیات: ص206)

3: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ (م 1362ھ) فرماتے ہیں:

اس سے حیات میں شبہ نہ کیا جاوے کیونکہ مراد یہ ہے کہ میری روح جو ملکوت و جبروت میں مستغرق تھی جس طرح کہ دنیا میں نزول وحی کے وقت کیفیت ہوتی تھی، اس سے افاقہ ہو کر سلام کی طرف متوجہ ہو جاتا ہوں، اس کو "ردروح" سے تعبیر فرمادیا۔

(نشر الطیب: ص200 اٹھائیسویں فصل)

4: شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ (م 1377ھ) فرماتے ہیں:

الف: ابوداؤد کی روایت میں "رَدَّ اللّٰهُ عَلَيَّ رُوْحِیْ" فرمایا گیا ہے، حدیث کے الفاظ یہ ہیں: "مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيَّ رُوْحِی حَتّٰى أُسَلِّمَ عَلَيْهِ او کما قال" اگر لفظ "إِلَيَّ رُوْحِیْ" فرمایا گیا ہوتا تو آپ کا شبہ وارد ہو سکتا تھا، "إِلٰی" اور "عَلٰی" کے فرق سے آپ نے ذہول فرمایا، "عَلٰی" استعلاء کے لئے ہے اور "إِلٰی" نہایتِ طرف کے لئے ہے۔ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ صلوٰۃ و سلام سے پہلے روح کا استعلاء نہ تھا، نہ یہ کہ وہ جسم اطہر سے بالکل خارج ہو گئی تھی اور اب اس کو جسم اطہر کی طرف لوٹا گیا ہے، چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدارج قرب و معرفت

میں ہر وقت ترقی پزیر ہیں اس لئے توجہ الی اللہ کا انہاک اور استغراق دوسری جانب کی توجہ کو کمزور کر دیتا ہے، چونکہ اہل استغراق کی حالتیں روزانہ مشاہدہ ہوتی ہیں مگر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعلمین بنایا گیا ہے اس لئے بارگاہِ الوہیت سے درود بھیجنے والے پر رحمتیں نازل فرمانے کے لئے متعدد مزایا میں ایک مزیت یہ بھی عطاء فرمائی گئی ہے کہ خود سرور کائنات علیہ السلام کو اس استغراق سے منقطع کر کے درود بھیجنے والے کی طرف متوجہ کر دیا جاتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لیے متوجہ ہو کر دعا فرماتے ہیں۔

ب: اگر بالفرض وہی معنی لیے جائیں جو آپ سمجھے ہیں اور "عَلٰی" اور "اِلٰی" میں کوئی فرق نہ کیا جائے تب بھی یہ روایت دوامِ حیات پر دلالت کرتی ہے، اس لئے کہ دن رات میں کوئی گھڑی اور کوئی گھنٹہ بلکہ کوئی منٹ اس سے خالی نہیں رہتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اندورونِ نماز اور بیرونِ نماز درود نہ بھیجا جاتا ہو، اس لئے دوامِ حیات لازم آئے گا۔

(مکتوبات شیخ الاسلام: حصہ اول ص248)

5: حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ (م1417ھ) اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

حدیث کے ظاہری الفاظ "إِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيَّ رُوْحِي" سے یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ آپ کی روح مبارک جسدِ اطہر سے الگ رہتی ہے، جب کوئی سلام عرض کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ آپ کے جسدِ اطہر میں روح مبارک کو لوٹا دیتا ہے تا کہ آپ سلام کا جواب دے سکیں۔ ظاہر ہے کہ یہ بات کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتی، اگر اس کو تسلیم کر لیا جائے تو ماننا پڑے گا کہ ایک دن میں لاکھوں کروڑوں دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک جسم اقدس میں ڈالی اور نکالی جاتی ہے کیونکہ کوئی دن ایسا نہیں ہوتا کہ آپ کے لاکھوں کروڑوں امتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام نہ بھیجتے ہوں، روضہ اقدس پر حاضر ہو کر سلام عرض کرنے والوں کا بھی ہر وقت تانتا بندھا رہتا ہے اور عام دنوں میں بھی ان کا شمار ہزاروں سے کم نہیں۔ علاوہ ازیں انبیاء علیہم السلام کا اپنی قبور میں زندہ ہونا ایک مسلم حقیقت ہے، اگرچہ اس حیات کی نوعیت کے بارے میں علماء امت کی رائیں مختلف ہیں لیکن اتنی بات سب کے نزدیک مسلّم اور دلائل شرعیہ سے ثابت ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور خاص کر سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی قبور میں حیات حاصل ہے۔ اس لئے حدیث کا یہ مطلب کسی طرح نہیں ہو سکتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسدِ اطہر روح سے خالی رہتا ہے اور جب کوئی سلام عرض کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ جواب دلوانے کے لئے اس میں روح ڈال دیتا ہے، اس بناء پر اکثر شارحین نے "ردِ روح" کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ قبر مبارک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک کی تمام تر توجہ دوسرے عالم کی طرف اور اللہ تعالیٰ کی جمالی وجلالی تجلیات کے مشاہدہ میں مصروف رہتی ہے (اور یہ بات بالکل قرین قیاس ہے) پھر جب کوئی امتی سلام عرض کرتا ہے اور وہ فرشتہ کے ذریعہ یا براہِ راست آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے اذن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اس طرف متوجہ بھی ہوتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلام کا جواب دیتے ہیں۔ پس اس روحانی توجہ والتفات کو "ردِ روح" سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ (معارف الحدیث: ج5 ص238 ص239)

حدیث نمبر2:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ صَلَّى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِي سَمِعْتُهُ، وَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ نَائِيًا أُبْلِغْتُهُ"

(مشکوٰۃ المصابیح: ص87 باب الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفضلہا الفصل الثالث، شعب الایمان للبیہقی: ج2 ص218 باب فی تعظیم النبی صلی اللہ علیہ وسلم واجلالہ وتوقیرہ، جلاء الافہام لابن القیم: ص22، القول البدیع للسخاوی: ص160 الباب الرابع، حیات الانبیاء للبیہقی: ص104، کتاب ثواب الاعمال لابی الشیخ الاصبہانی بحوالہ فتح الباری: ج13 ص279)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میری قبر کے پاس مجھ پر درود پڑھتا ہے میں اس کو خود سنتا ہوں اور جو شخص دور سے مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ میرے پاس پہنچا دیا جاتا ہے۔

تصحیح حدیث:

اس حدیث کو مندرجہ ذیل حضرات نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے اور اس کی تصحیح فرمائی ہے۔

(1)حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (م852ھ) فرماتے ہیں:

واخرج ابو الشیخ فی کتاب الثواب بسند جید. (فتح الباری ج:6 ص:595 کتاب احادیث الانبیاء، باب قول اللہ واذکر فی الکتاب مریم)

ترجمہ: محدث ابو الشیخ اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے عمدہ سند کے ساتھ اس روایت کی تخریج کی ہے۔

(2)امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ (م902ھ) نے اس کی سند کو صحیح تسلیم کیا ہے۔ (القول البدیع للسخاوی: ص160 الباب الرابع)

(3)حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (م1014ھ) فرماتے ہیں:

ورواہ ابو الشیخ وابن حبان فی کتاب ثواب الاعمال بسند جید. (المرقاۃ: ج4 ص22 باب الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفضلہا)

ترجمہ: ابو الشیخ اصبہانی اور ابن حبان نے اس حدیث کو سند جید سے نقل فرمایا ہے۔

(4) شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی (م1369ھ) نے اس حدیث کے متعلق فرمایا ہے:

سندہ جیّد. (فتح الملہم: ج1 ص330 باب الاسراء برسول اللہ وفرض الصلاۃ الخ)

ترجمہ: اس حدیث کی سند کھری ہے۔

(5)امام اہل السنت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ (م1430ھ) فرماتے ہیں:

ان اکابر محدثین کے (جن میں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ خصوصیت سے قابل ذکر ہیں، جن کی تقریب اور تہذیب پر آج رواۃ کی توثیق وتضعیف کا مدار ہے) بیان سے واضح ہو گیا کہ یہ روایت جید اور صحیح ہے۔ (تسکین الصدور: ص328)

(6)مولانا غلام اللہ خان فرماتے ہیں:

"اس حدیث کی جو سند سدّی صغیر پر مشتمل ہے اس کو بوجہ راوی مذکور کے کمزور کہا جائے گا اور جس سند میں یہ راوی نہیں ہے وہ کمزور نہیں ہے اور حدیث ہذا کی دوسری سند بھی ہے جس کے صحیح ہونے کی تصریح کرتے ہیں۔ چنانچہ ملا علی قاری الحنفی رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں: قال میرك نقلاً عن الشیخ ورواہ ابو الشیخ وابن حبان فی کتاب ثواب الاعمال بسند جید."

(ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی ص48 اکتوبر 1967ء)

(7)نواب صدیق حسن خان غیر مقلد اس روایت کو اپنی کتاب "دلیل الطالب" میں لائے ہیں اور اس کی تحسین فرمائی ہے۔ (ص844)

حدیث نمبر3:

عن عطاء مولی أم حبیبة قال: سمعت أبا هریرة یقول: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لیهبطن عیسی ابن مریم حکما عدلا وإماما مقسطا ولیسلکن فجا حاجا أو معتمرا أو بنیتهما ولیأتین قبری حتی یسلم عليّ ولأردن علیه یقول أبوهریرة: أي بني أخي إن رأیتموه فقولوا أبو هریرة یقرئك السلام

(المستدرک للحاکم: ج3 ص489، 490 ذکر نبی اللہ وروحہ عیسی بن مریم، مسند ابی یعلی: ص1149 رقم الحدیث 6577، مجمع الزوائد: ج8 ص387 باب ذکر الانبیاء علیہم السلام، الخصائص الکبریٰ: ج2 ص490 باب حیاتہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قبرہ الخ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ضرور عادل، فیصلہ کرنے والے، منصف حکمران بن کر اتریں گے اور وہ اس گلی میں سے حج کرتے یا عمرہ کرتے یا ان دونوں کی نیت سے گزریں گے اور وہ میری قبر پر آئیں گے اور مجھے سلام کریں گے، میں ان کے سلام کا جواب دوں گا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اے میرے بھتیجو! اگر

تمہاری ان سے ملاقات ہو تو ان سے کہیے گا: ابو ھریرہ آپ کو سلام کہہ رہے تھے۔

فائدہ:

اس صحیح روایت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قبر اقدس میں زندہ ہونا، صلوۃ وسلام کا سماع فرمانا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب دینا بھی ثابت ہے، اس کا انکار کرنا حدیث کا انکار کرنے کے مترادف ہے۔

تصحیح حدیث:

اس حدیث کو مندرجہ ذیل حضرات نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے اور اس کی تصحیح فرمائی ہے۔

(1) امام ابوعبد اللہ الحاکم رحمۃ اللہ علیہ (م 405ھ) اسے نقل کرکے فرماتے ہیں:

هذا حديث صحيح الإسناد. (المستدرک للحاکم: ج3 ص489، 490 ذکر نبی اللہ وروحہ عیسی بن مریم)

ترجمہ: اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

(2) علامہ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م 748ھ) بھی اسے صحیح کہتے ہیں۔ (المستدرک للحاکم: ج3 ص489، 490 ذکر نبی اللہ وروحہ عیسی بن مریم)

(3) علامہ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ (م 807ھ) فرماتے ہیں:

رواه أبو يعلى ورجاله رجال الصحيح. (مجمع الزوائد: ج8 ص387 باب ذکر الانبياء عليهم السلام)

ترجمہ: اس روایت کو امام ابویعلی نے نقل کیا ہے اور اس کے راوی بخاری کے راوی ہیں۔

(4) علامہ جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ (م 911ھ) نے اس کو صحیح فرمایا ہے۔ (الجامع الصغیر: ج2 ص260 رقم الحدیث 7742)

سماع النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ثبوت
سلف صالحین اور علمائے اُمّت سے

1: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (م 24ھ) کے بارے میں ایک واقعہ مروی ہے:

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ كُنْتُ قَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِي رَجُلٌ فَنَظَرْتُ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ اذْهَبْ فَأْتِنِي بِهَذَيْنِ فَجِئْتُهُ بِهِمَا قَالَ مَنْ أَنْتُمَا أَوْ مِنْ أَيْنَ أَنْتُمَا قَالَا مِنْ أَهْلِ الطَّائِفِ قَالَ لَوْ كُنْتُمَا مِنْ أَهْلِ الْبَلَدِ لَأَوْجَعْتُكُمَا تَرْفَعَانِ أَصْوَاتَكُمَا فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. (صحیح البخاری: ج1 ص67 باب رفع الصوت فی المساجد)

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں کھڑا تھا کہ کسی شخص نے مجھے کنکری ماری، میں نے دیکھا تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جاؤ اور ان دونوں شخصوں کو میرے پاس لے آؤ۔ میں انہیں آپ رضی اللہ عنہ کے پاس لے آیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اُن سے پوچھا: تم کن لوگوں میں سے ہو؟ (یعنی کس قبیلے سے تمہارا تعلق ہے؟) انہوں نے کہا: ہم اہل طائف میں سے ہیں۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تم اہل مدینہ میں سے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیتا اس لئے کہ تم مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی آوازیں بلند کر رہے ہو۔

آواز بلند کرنے پر مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے نکیر کرنا اس لئے تھا کہ وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ مبارکہ ہے۔ جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دنیوی زندگی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آواز بلند کرنا جرم تھا اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ منورہ کے پاس آواز بلند کرنا بھی جائز نہیں، اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرماہیں اور جسد عنصری کے ساتھ زندہ ہیں، حدودِ مسجد کی آواز کو بلا کسی توسط سے خود سماعت فرماتے ہیں۔ چنانچہ سلف وخلف میں سے کسی نے انکار نہیں فرمایا۔

اگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اعتقاد میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ نہ ہوتے اور قریب کی آوازوں کو خود سماعت نہ فرما رہے ہوتے تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دبی آواز سے بات کرنے کے حکم قرآنی کو اس انداز میں کبھی بیان نہ فرماتے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایک دوسرا واقعہ منقول ہے، شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حنفی لکھتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب کسی مہم سے فارغ ہو کر واپس مدینہ منورہ تشریف لاتے تو سب سے پہلا کام جو آپ رضی اللہ عنہ کرتے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں سلام عرض کرنا ہوتا تھا اور اسی کی آپ دوسروں کو تلقین بھی فرماتے تھے۔ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اصل الفاظ اس طرح ہیں:

اول کارِ کہ عمر رضی اللہ عنہ ابتداء مے کرد سلام بہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بود. (جذب القلوب: ص200)

ترجمہ: پہلا کام جس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ابتداء فرماتے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کرنا ہوتا۔

علامہ السمہودی رحمہ اللہ (م 911ھ) اس واقعہ کو یوں بیان کرتے ہیں:

ولما قدم عمر المدینۃ کان اول ما بدء بالمسجد و سلم علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم.

(وفاء الوفاء ج4 ص1358 الفصل الثانی فی بقیۃ ادلۃ الزیارۃ)

ترجمہ: جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ تشریف لاتے تو پہلے مسجد نبوی میں تشریف لے جاتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام عرض کرتے۔

2: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (م 57ھ) فرماتی ہیں:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق روایت ہے:

انہا کانت تسمع صوت الوتد یوتد، والمسمار یضرب فی بعض الدور المطیفۃ بمسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم، فترسل الیہم: ((لا توؤذوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم))

قالوا و ما عمل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ مصر عی دارہ؛ الا بالمناصع؛ توقیا لذلك. (شفاء السقام للسبکی: ص432)

ترجمہ: آپ جب کبھی اُن گھروں میں جو مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے متصل تھے، کسی میخ لگنے یا کیل لگانے کی آواز سنتی تھیں تو یہ حکم بھیجتی تھیں کہ (خبردار!) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو (اس آواز سے) اذیت نہ دو اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسی سے بچنے کے لئے اپنے گھر کے کواڑ باہر جا کر بنوائے تھے (تاکہ ان کے بننے کا شور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت نہ دے)

3: حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ (م 101ھ) کے بارے میں مروی ہے:

کان عمرُ بن عبد العزیز یُرسِل البرید من الشام الی المدینۃ لیُسلِّمَ لہ علی النبی صلی اللہ علیہ و سلم.

(شفاء السقام للسبکی: ص166)

ترجمہ: حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ ایک قاصد مدینہ منورہ بھیجا کرتے تھے تاکہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی طرف سے سلام پہنچائے۔

4: امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ (م 150ھ)

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے: سنت یہ ہے کہ تم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر قبلہ کی جہت سے جاؤ، قبلہ کی طرف پیٹھ کرو اور قبر شریف کی طرف چہرہ کرو، پھر کہو: السلام علیك ایہا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ. (مسند الامام الاعظم: ص126 کتاب الحج)

5: علامہ ابن تیمیہ الحنبلی (م 728ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ ؛ فَأَخْبَرَ أَنَّهُ يَسْمَعُ الصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ مِنَ الْقَرِيبِ وَأَنَّهُ يَبْلُغُهُ ذَٰلِكَ مِنَ الْبَعِيدِ. (مجموع الفتاویٰ: ج26 ص70 کتاب الحج، فصل: واذا دخل المدینۃ)

ترجمہ: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو کھائے۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی خبر دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قریب سے صلوٰۃ وسلام خود سنتے ہیں اور دور سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچایا جاتا ہے۔

6: محقق علی الاطلاق حافظ ابن الہمام الحنفی (م 861ھ) آدابِ زیارت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ثم يسأل النبى صلى الله عليه وسلم الشفاعة فيقول يا رسول الله أسألك الشفاعة يا رسول الله أسألك الشفاعة وأتوسل بك إلى الله فى أن أموت مسلما على ملتك وسنتك---- ثم ينصرف متبا كيا متحسرا على فراق الحضرة الشريفة النبوية والقرب منها. (فتح القدیر: ج3 ص169 و ص184 کتاب الحج، المقصد الثالث فی زیارۃ قبر النبی)

ترجمہ: پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت کا سوال کرے اور یہ کہے: یارسول اللہ! میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت کا سوال کرتا ہوں، یارسول اللہ! میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت کا سوال کرتا ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے ہاں بطور وسیلہ پیش کرتا ہوں کہ میں مسلمان ہونے کی حالت میں مروں اور آپ کی سنتوں پر عامل ہو کر اس دنیا سے رخصت ہوں۔۔۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب اقدس سے روتا ہوا اور جدائی کا غم ساتھ لئے ہوئے واپس ہو۔

18: علامہ شہاب الدین احمد بن محمد الخفاجی (م 1069ھ) فرماتے ہیں:

لانه صلى الله عليه وسلم حى فى قبره. يسمع دعاء زائره. (نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض: ج3 ص398)

ترجمہ: اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں اور اپنے زیارت کرنے والے کی دعا (یعنی صلوٰۃ وسلام) سنتے ہیں۔

19: علامہ احمد بن محمد بن اسماعیل طحطاوی الحنفی (م 1232ھ) رقمطراز ہیں:

ينبغى لمن قصد زيارة النبى صلى الله عليه وسلم ان يكثر الصلاة عليه فانه يسمعها و تبلغ اليه

(حاشیۃ الطحطاوی: ص746 فصل فی زیارۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

ترجمہ: جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا ارادہ رکھتا ہو اسے چاہیے کہ آپ علیہ السلام پر کثرت سے درود پڑھے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (اس وقت) خود سنتے ہیں اور (اگر دور سے پڑھا جائے تو فرشتوں کے ذریعے) آپ کی طرف پہنچایا جاتا ہے۔

25: سلطان اورنگ زیب عالمگیر رحمہ اللہ کے حکم سے تقریباً پانچ سو علماء کرام کی مستند جماعت کے مرتب کردہ فتاویٰ عالمگیری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر حاضری کے آداب کے بیان میں یہ بات درج ہے:

ويبلغه سلام من أوصاه فيقول السلام عليك يا رسول الله من فلان بن فلان يستشفع بك إلى ربك فاشفع له ولجميع المسلمين. (عالمگیری ج1 ص292 کتاب المناسک، باب النذر بالحج)

ترجمہ: اگر کسی نے اس (زائر) کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام کہنے کی درخواست کی ہو تو یہ (زائر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا سلام بھی عرض کرے اور یوں کہے: "یارسول اللہ! فلاں بن فلاں کی طرف سے آپ کی خدمت میں سلام ہوں اور وہ آپ کو اللہ تعالیٰ کے ہاں سفارشی بناتا ہے، لہٰذا آپ اس کے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے شفاعت کریں۔"

سماع النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ثبوت

اہل السنت والجماعت علماء دیوبند سے

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی (م 1297ھ)

"جمال قاسمی" میں لکھتے ہیں:

ارواح انبیاء علیہم السلام کو بدن کے ساتھ علاقہ بدستور رہتا ہے اور ان کا سماع بعد وفات بھی بدستور باقی ہے۔

(جمال قاسمی ص 13 ط: کتب خانہ اعزازیہ دیوبند)

قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی (م 1322ھ)

فرماتے ہیں:

مگر انبیاء علیہم السلام کے سماع میں کسی کو خلاف نہیں۔ (فتاوی رشیدیہ: ص 134)

شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی (م 1339ھ)

سنن ابی داؤد کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

تقدیر الکلام (مامن احد یسلم علی الا ارد علیہ السلام) لانی حی اقدر علی رد السلام.

(حاشیہ سنن ابی داؤد: ج 1 ص 286 باب زیارۃ القبور)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کہ "جو بھی مجھے سلام کرتا ہے تو میں خود اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں" کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ میں زندہ ہوں تو سلام کا جواب دینے پر قادر ہوں (اس لیے جواب دیتا ہوں)

مولانا خلیل احمد سہارنپوری (م 1346ھ)

"تذکرۃ الخلیل" میں آپ کے متعلق مولانا عاشق الٰہی میرٹھی لکھتے ہیں:

آستانہ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری کے وقت حضرت کی عجیب کیفیت ہوتی تھی، آواز نکالنا تو کیا مواجہ شریف کے قریب یا مقابل بھی کھڑے نہیں ہوتے تھے، خوفزدہ، مؤدبانہ، دبے پاؤں آتے اور مجرم و قیدی کی طرح دور کھڑے ہوتے، بکمال خشوع صلوٰۃ وسلام عرض کرتے اور چلے آتے تھے۔ زائرین جو بیباکانہ اونچی آواز سے صلوٰۃ وسلام پڑھتے اس سے آپ کو بہت تکلیف ہوتی اور فرمایا کرتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حیات ہیں اور ایسی آواز سے سلام عرض کرنا بے ادبی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذاء کا سبب ہے، لہٰذا پست آواز سے سلام عرض کرنا چاہئے اور یہ بھی فرمایا کہ مسجد نبوی کی حد میں کتنی ہی پست آواز سے سلام عرض کیا جائے اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں۔

(تذکرۃ الخلیل: ص 370)

علامہ محمد انور شاہ کشمیری (م 1352ھ)

آپ فرماتے ہیں:

ومن ھھنا انحل حدیث اخر رواہ ابوداؤد فی رد روحہ صلی اللہ علیہ و سلم حین یسلم علیہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس معناہ انہ یرد روحہ ای انہ یحیی فی قبرہ بل توجھہ من ذلك الجانب الی ھذا الجانب فھو صلی اللہ علیہ و سلم حی فی کلتا الحالتین لمعنی انہ لم یطر أعلیہ التعطل قط. (فیض الباری علی صحیح البخاری: ج 2 ص 65 باب رفع الصوت فی المساجد)

ترجمہ: اور یہیں سے ابوداؤد والی حدیث بھی حل ہوگئی کہ "جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کیا جاتا ہے تو آپ کی روح مبارک لوٹائی جاتی ہے"

اس روح لوٹانے کا یہ مطلب نہیں کہ قبر میں زندہ کیا جاتا ہے بلکہ (اس کا معنی یہ ہے کہ) آپ علیہ السلام کی ایک جانب سے دوسری جانب توجہ کر دی جاتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں حالتوں میں زندہ ہوتے ہیں، آپ علیہ السلام پر تعطل بالکل طاری نہیں ہوتا۔

حضرت مولانا نصیر الدین غور غشتوی:

ارشاد فرمایا:

(حدیث پاک) جس شخص نے مجھ پر میری قبر کے پاس درود پڑھا تو میں خود یعنی حقیقی طور پر فرشتوں کے واسطے کے بغیر میں خود سنتا ہوں اور جس نے دور سے مجھ پر درود پڑھا تو اس کی مجھے کسی فرشتہ کے ذریعے خبر دی جاتی ہے۔ ارشاد فرمایا کہ غور سے سنو! یہی ہمارا اور ہمارے سب اساتذہ کرام، مشائخ عظام اور تمام اکابرین کا مسلک اور عقیدہ ہے۔ (مجالس غور غشتوی: ص69، 70)

حضرت مولانا مفتی محمود (م1400ھ)

حضرت مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ مولانا عبد العزیز شجاع آبادی کی کتاب "دعوت الانصاف فی حیات جامع الاوصاف" کی تصدیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"حضرت مولانا عبد العزیز صاحب شجاع آبادی کی تصنیف "دعوت الانصاف فی حیات جامع الاوصاف" کو مختلف مقامات سے دیکھا، ماشاء اللہ مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور سماع صلوٰۃ وسلام عند القبر الشریف پر اسلام وجمہور اہل السنۃ کے متفقہ فیصلہ کے مطابق تحریر فرمایا، حوالہ جات پیش کئے اور صحیح مسلک کو حوالہ جات سے ایسا ثابت کیا جو اخلاف ومعاصرین کے لئے مشعل راہ ثابت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرماوے اور حضرت مولانا کو ایسی تصانیف کرنے کی توفیق مزید بخشے۔ واللہ الموفق

الاحقر الافقر محمود عفا اللہ عنہ

خادم مدرسہ قاسم العلوم ملتان

17 ربیع الاوّل 1400ھ"

(دعوت الانصاف فی حیات جامع الاوصاف: ص9)

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی (م1402ھ)

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اس روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خود سننے میں کوئی اشکال نہیں، اس لئے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں۔ علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے قول بدیع میں لکھا ہے کہ ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں اپنی قبر شریف میں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن اطہر کو زمین نہیں کھا سکتی اور اس پر اجماع ہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے انبیاء علیہم السلام کی حیات میں ایک مستقل رسالہ تصنیف فرمایا ہے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث (الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون) کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ علامہ سخاوی رحمہ اللہ نے اس کی مختلف سے طرق سے تخریج کی ہے۔

(فضائل درود شریف: ص34)

حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی (م1403ھ)

آپ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

برزخ میں انبیاء علیہم السلام کی حیات کا مسئلہ معروف ومشہور اور جمہور علماء کا اجماعی مسئلہ ہے۔ علماء دیوبند حسب عقیدہ اہلسنت والجماعت برزخ میں انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات کے اس تفصیل سے قائل ہیں۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام وفات کے

بعد اپنی اپنی پاک قبروں میں زندہ ہیں اوران کے اجسام کے ساتھ ان کی ارواح مبارکہ کا ویساہی تعلق قائم ہے جیساکہ دینوی زندگی میں قائم تھا۔وہ عبادت میں مشغول ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں انہیں رزق دیاجاتاہے اوروہ قبور مبارکہ پر حاضر ہونے والوں کا صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں۔علماء دیوبند نے یہ عقیدہ قرآن وسنت سے پایاہے اوراس بارے میں ان کے سوچنے کا طرز بھی متوارث رہاہے۔(خطبات حکیم الاسلام:ج7ص181)

امام اہل السنت مولانا محمد سرفراز خان صفدر(م1430ھ)

ہمارے استاذ محترم امام اہل السنت شیخ التفسیر والحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر نور اللہ مرقدہ ایک عنوان:"عدم تعلق کا کوئی بھی قائل نہیں رہا" کے تحت لکھتے ہیں:

"بلاخوفِ تردید یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ تقریبا1374ھ تک اہل السنت والجماعت کا کوئی فرد، کسی بھی فقہی مسلک سے وابستہ، دنیا کے کسی خطہ میں اس کا قائل نہیں رہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (اور اسی طرح دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام) کی روح مبارک کا جسم اطہر سے قبر شریف میں کوئی تعلق اور اتصال نہیں اور آپ عند القبر صلوۃ وسلام کا سماع نہیں فرماتے، کسی اسلامی کتاب میں عام اس سے کہ وہ کتاب حدیث وتفسیر کی ہو یا شرحِ حدیث اور فقہ کی، علم کلام کی ہو یا علم تصوف وسلوک کی، سیرت کی ہو یا تاریخ کی، کہیں صراحت کے ساتھ اس کا ذکر نہیں کہ آپ کی روح مبارک کا جسم اطہر سے کوئی تعلق اور اتصال نہیں اور یہ کہ آپ عند القبر صلوۃ وسلام کا سماع نہیں فرماتے۔ **من ادعی خلافہ فعلیہ البیان ولا یمکنہ ان شاء اللہ تعالیٰ الی یوم البعث والجزاء والمیزان۔**" [جو ہمارے اس دعوے کا مخالف ہو تو وہ دلیل لائے، ان شاء اللہ قیامت قائم ہونے، روزِ جزاء آنے اور میزان عمل لگنے تک اس کے خلاف دلیل لانا ممکن ہے]

(تسکین الصدور:ص290)

اکابر علماء دیوبند کا مسلک:

امام الاولیاء شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں ماہنامہ "پیام مشرق" میں ایک اشتہار شائع ہوا جس میں مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اکابر علماء دیوبند کے مسلک اور ان کے متفقہ فیصلہ کا اعلان کیا گیا تھا۔اس اشتہار میں اکابرین میں سے دس حضرات کے دستخط موجود تھے اور یہ اشتہار حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ہفت روزہ رسالہ "خدام الدین" میں بھی شائع کیا تھا۔ حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ نے "تسکین الصدور" (ص37) میں اور ڈاکٹر علامہ خالد محمود زید مجدہ نے "مقام حیات" (ص707) میں بھی نقل فرمایاہے۔افادہ عام کے لیے اس اشتہار کی تحریر اور اس کا سکین پیش خدمت ہے۔

اشتہار کی تحریر:

مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق

اکابر دیوبند کا مسلک

علمائے دیوبند کا متفقہ اعلان

حضرت اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سب انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں اکابر دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کے ابدانِ مقدسہ بعینہٖ محفوظ ہیں اور جسدِ عنصری کے ساتھ عالم برزخ میں ان کو حیات حاصل ہے اور حیات دنیوی کے مماثل ہے۔

صرف یہ ہے کہ احکام شرعیہ کے وہ مکلّف نہیں ہیں، لیکن وہ نماز بھی پڑھتے ہیں اور روضہ اقدس میں جو درود پڑھا جائے بلاواسطہ سنتے ہیں اور یہی جمہور محدثین اور متکلمین اہل سنت کا مسلک ہے۔اکابر دیوبند کے مختلف رسائل میں یہ تصریحات موجود ہیں۔حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی مستقل تصنیف حیات انبیاء علیہم السلام پر "آبِ حیات" کے نام سے موجود ہے۔حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ

علیہ جو حضرت رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشد خلفاء میں سے ہیں، ان کا رسالہ ”المہند علی المفند“ بھی اہل انصاف اور اہل بصیرت کے لئے کافی ہے۔ اب جو اس مسلک کے خلاف دعویٰ کرے اتنی بات یقینی ہے کہ ان کا اکابر دیوبند کے مسلک سے کوئی واسطہ نہیں۔**واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل**

1: مولانا محمد یوسف بنوری عفا اللہ عنہ مدرسہ عربیہ اسلامیہ کراچی نمبر 5

2: مولانا عبد الحق عفی عنہ مہتمم دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

3: مولانا محمد صادق عفا اللہ عنہ سابق ناظم محکمہ امور مذہبیہ بہاولپور

4: مولانا ظفر احمد عثمانی عفا اللہ عنہ شیخ الحدیث دار العلوم الاسلامیہ ٹنڈوالہ یار سندھ

5: مولانا شمس الحق افغانی عفا اللہ عنہ صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

6: مولانا محمد ادریس کان اللہ لہ شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور

7: مولانا مفتی محمد حسن مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور

8: مولانا محمد رسول خاں عفا اللہ عنہ جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور

9: مولانا مفتی محمد شفیع عفا اللہ عنہ مہتمم دار العلوم کراچی نمبر 1

10: مولانا احمد علی عفی عنہ امیر نظام العلماء وامیر خدام الدین لاہور

منجانب: حیات الانبیاء سوسائٹی گجرات

(پیام مشرق: ستمبر 1960ء)

عقیدہ ثواب وعذاب قبر

از افادات: متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

مذہب اہل السنت والجماعت:

قرآن کریم، احادیث مبارکہ، اجماع امت اور اسلاف امت کے فرامین کی روشنی میں اہل السنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ موت کے بعد قیامت سے پہلے قبر میں (جہاں میت یا اس کے اجزاء ہوں) جسد عنصری کو بتعلق روح ثواب وعذاب ہوتا ہے۔

اہلِ بدعت کا موقف:

[۱]: اشاعت التوحید والے حضرات کا موقف یہ ہے کہ مرنے کے بعد علیین یا سجین میں روح اور جسم مثالی کو عذاب وثواب ہوتا ہے، اس دنیا والی قبر میں جسد عنصری سے نہ تو روح کا تعلق ہوتا ہے نہ ہی اس جسم کو عذاب وثواب ہوتا ہے۔ ان حضرات کی چند تصریحات ملاحظہ فرمائیں:

♣ مرنے کے بعد انسان زندہ ہی رہتا ہے مگر لباس ومکان بدل لیتا ہے... جسد عنصری کا لباس اتار کر جسد مثالی کا لباس پہن لینے اور دار دنیا سے منتقل ہو کر دار برزخ میں پہنچ جانے سے بھی انسان نہیں مرتا۔ (ندائے حق ج1 ص17)

♣ دنیا میں جو شخص مرتا ہے اس کی روح کا رشتہ اس مادی جسم سے ٹوٹ جاتا ہے یہ جسم فنا ہو جاتا ہے مگر مثالی اصلی جسم باقی رہتا ہے اس سے روح کا تعلق نہیں ٹوٹتا... راحت ورنج مسرت اور غم ہر وجدانی کیفیت اس کو محسوس کرتی ہے مگر اس کے باوجود یہ ظاہری مادی جسم نہیں رکھتا یہ جسم تو فنا ہو چکا ہوتا ہے... اس کا تو ہر احساس وادراک جسم مثالی کے ساتھ ہوتا ہے... روح جسم مثالی کے ساتھ ہی منکر نکیر کے سوال کا جواب دیتی ہے۔
(ندائے حق ج1 ص101،100)

♣ اس جسد عنصری میں بعد از دفن دوبارہ روح کا آنا اور میت کا قبر میں زندہ ہو جانا یہ کوئی مسئلہ نہیں۔ (ندائے حق ج1 ص225)

♣ قبر وہ ہے جہاں روح کو عذاب وثواب ہوتا ہے وہی شرعی قبر ہے اور وہی روح کا ٹھکانہ ہے۔ (عقیدۃ الامت ص31 مصنف شہاب الدین خالدی)

♣ اللہ تعالیٰ اس عالم برزخ میں روح کو وہاں کے مناسب حال ایک جسم عطا فرماتے ہیں... اسی جسم مثالی میں روح قیامت تک رہے گی۔
(عقیدۃ الامت ص34)

♣ شرعی قبر جس میں ثواب وعذاب ہوتا ہے وہ ہے جو جنت کے قریب ہے۔ (عقیدۃ الامت ص36)

♣ یعنی زمین وقبر بھی مثالی زور جسم بھی مثالی اور ثواب وعذاب بھی وہیں ہو گا۔ (عقیدۃ الامت ص39)

♣ اس جسم عنصری کو عذاب نہیں ہوتا اور نہ ہی اس قبر میں عذاب ہوتا ہے... عذاب وثواب روح کو ہوتا ہے جو اس جسم میں نہیں ہوتی۔
(عقیدۃ الامت ص525)

♣ جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ کا قرآن کریم اور احادیث صریحہ کی رو سے یہ موقف ہے کہ اس مٹی والے جسم سے روح نکلنے کے بعد نہ تو وہ روح اس قبر میں مدفون جسم میں واپس آتی ہے اور نہ ہی اس مدفون جسم سے روح کا کوئی تعلق قائم ہوتا ہے۔
(عقائد علمائے اسلام ص91 مصنف شہاب الدین خالدی)

[۲]: کیپٹن عثمانی صاحب ثواب وعذاب قبر کی اس صحیح صورت کے منکر ہیں۔ چنانچہ موصوف نے اپنے ایک رسالہ "عذاب برزخ" میں کئی ایک مقامات پر اس عقیدہ کا انکار کیا ہے چند تصریحات ملاحظہ فرمائیں:

☆ یہی وہ اصلی قبر ہے جہاں روح کو دوسرے (برزخی) جسم میں ڈال کر قیامت تک رکھا جائے گا اور اسی پر راحت یا عذاب کا پورا دور گذرے گا۔ (عذاب برزخ: ص2)

☆ روحوں کو جسم (برزخی) ملتا ہے اور روح اور اس جسم کے مجموعہ پر راحت و عذاب کا دور گزرتا ہے......اس مجموعہ کو قیامت تک باقی رکھا جائے گا اور اس پر سارے حالات قیامت تک گزریں گے۔ (عذاب برزخ: ص6)

☆ سچی بات تو یہ ہے کہ جو شخص بھی وفات پا جاتا ہے اس کو حسب حیثیت ایک برزخی جسم ملتا ہے جس میں اس کی روح کو ڈال دیا جاتا ہے اور اس جسم اور روح کے مجموعہ پر سوال وجواب اور عذاب وثواب کے سارے حالات گذرتے ہیں اور یہی اس کی اصلی قبر بنتی ہے۔ (عذاب برزخ: ص9)

☆ اللہ کا فیصلہ ہے کہ قیامت سے پہلے مردہ جسم میں روح واپس نہیں آسکتی اور ظاہر ہے کہ بغیر روح کے عذاب وراحت بے معنی ہیں۔

عذاب برزخ: ص17

☆ اب اگر کوئی بضد ہو کہ اس مردے کے ساتھ جو مٹی کے ساتھ مل کر مٹی ہو جاتا ہے ہڈیوں کا ڈھانچہ بھی نہیں رہتا، عذاب وراحت کا معاملہ اس زمینی گڑھے میں ہوتا ہے تو یہ محض جہالت، ضد اور ہٹ دھرمی اور قرآن وحدیث کا صریح انکار ہے جو یقیناً اللہ تعالیٰ کے عذاب اور آخرت سے لاپرواہی کا ہی نتیجہ ہے قرآن کی نظر میں ایسے عقیدے کا حامل شخص سب کچھ ہو سکتا ہے لیکن مومن نہیں ہو سکتا۔

قبر پرستی کا شرک اور اس کی بنیاد: ص17

کیپٹن عثمانی صاحب کی ان عبارات سے چند باتیں سامنے آتی ہیں:

1: قبر اس دنیا والے گڑھے کا نام نہیں بلکہ علیین یا سجین کا نام ہے۔

2: برزخ روحوں کے مقر کو کہتے ہیں۔

3: موت ودفن کے بعد اس دنیاوالے جسم میں نہ تو روح کا اعادہ ہوتا ہے اور نہ ہی کسی قسم کا تعلق ہوتا ہے۔

4: قبر میں سوال وجواب کے لئے روح کو دوسرا جسم دیا جاتا ہے جسے جسم مثالی کہتے ہیں اور ثواب وعذاب بھی اسی جسم مثالی کو ہوتا ہے۔

5: دنیاوالے گڑھے کو قبر ماننا، روح کا اس جسم سے تعلق کا قائل ہونا اور اس جسم کی سزا وجزا کا عقیدہ رکھنا شرک کی بنیاد اور قرآن کریم کی مخالفت وانکار ہے۔

اگر بالترتیب یہ چیزیں سمجھ لی جائیں:

1: تعیین قبر 2: اعادہ وتعلق روح (یعنی حیات فی القبر) 3: عذاب وثواب جسم مع الروح

تو مسئلہ خود بخود واضح ہو جاتا ہے۔ ان امور کی مختصر سی تفصیل پیش خدمت ہے:

[١]: تعیین قبر

آیات قرآنیہ:

1: وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ ۖ إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَاتُوا وَهُمْ فَاسِقُونَ (التوبة: 84)

ترجمہ: اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ان منافقین میں اگر کوئی مر جائے تو آپ اس پر کبھی نماز جنازہ نہ پڑھیں اور نہ ہی اس کی قبر پر کھڑے ہوں۔

2: ثُمَّ أَمَاتَهُ فَأَقْبَرَهُ [عبس 21]

ترجمہ: پھر اسے موت دی اور قبر میں پہنچا دیا

3: حَتَّىٰ زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ [التکاثر 2]

ترجمہ: (ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر دنیا کی عیش حاصل کرنے کی ہوس نے تمہیں غفلت میں ڈال رکھا ہے) یہاں تک کہ تم قبرستان میں پہنچ جاتے ہو۔

احادیث مبارکہ

حدیث نمبر 1:

عن عمرو بن حزم قال رآنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم علی قبر فقال : انزل عن القبر لا تؤذ صاحب القبر فلا یؤذیك [شرح معانی الاثار ص329،328 باب الجلوس علی القبور]

ترجمہ: حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قبر پر دیکھا تو فرمایا قبر سے نیچے اتر جاو قبر والے کو تکلیف نہ دو اور نہ وہ تمہیں تکلیف دے (یعنی اس کی وجہ سے تمہیں تکلیف نہ پہنچے)

حدیث نمبر 2:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسْجِدًا قَالَتْ وَلَوْلَا ذَلِكَ لَأَبْرَزُوا قَبْرَهُ غَيْرَ أَنِّي أَخْشَى أَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِدًا

[بخاری ج1 ص177 باب مَا يُكْرَهُ مِنْ اتِّخَاذِ الْمَسَاجِدِ عَلَى الْقُبُورِ]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الوفات میں فرمایا یہود و نصاری پر اللہ تعالی کی لعنت ہو کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں پر مساجد بنالیں تھیں حضرت عائشہ فرماتی ہیں: اگر ایسانہ ہوتا تو آپ علیہ السلام کی قبر کھلی جگہ بنائی جاتی۔

حدیث نمبر 3:

عن عائشة قالت لما مات النجاشی کنا نتحدث أنه لا یزال یری علی قبره نور

[سنن ابی داود ج1 ص364 باب فی النور یری عند قبر الشهید].

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب حضرت نجاشی کا انتقال ہوا تو ہمارے اندر یہ بات بیان کی جاتی تھی کہ ان کی قبر پر نور دیکھا جاتا تھا

[۲]: اعادہ و تعلق روح (یعنی حیات فی القبر)

آیاتِ قرآنیہ:

آیت نمبر 1:

يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَيُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ وَيَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ

[ابراھیم 27]

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے ہیں اللہ ان کو اس مضبوط بات پر دنیا کی زندگی میں بھی ثابت قدمی عطا فرماتے ہیں اور قبر میں بھی اور ظالم لوگوں کو اللہ بھٹکا دیتا ہے اور اللہ (اپنی حکمت کے مطابق) جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

تفسیر:

1: وأخرج البزار عن عائشة قالت: قلت یارسول اللہ تبتلی هذه الأمة فی قبورها فکیف بی وأنا امرأة ضعیفة قال یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیاة الدنیا وفی الآخرة

[الدر المنثور ج8 ص525]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ اس امت کو قبروں میں آزمایا جائے گا میری کیا حالت ہوگی میں تو کمزور سی عورت ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ﴿یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیوٰة الدنیا وفی الآخرة﴾

آپ علیہ السلام کے اس تسلی والے فرمان سے معلوم ہوا کہ اس آیت میں لفظ آخرت سے مراد قبر کی زندگی ہے جہاں کے عذاب سے اللہ کلمہ کے مطابق زندگی گزارنے والوں کو محفوظ فرماتے ہیں۔

فائدہ: اکثر مفسرین نے اس آیت کو ثواب وعذاب قبر کے متعلق قرار دیا ہے اور اس آیت کے تحت مرفوع اور موقوف احادیث نقل کرکے اعادہ وتعلق روح کو ذکر کیا ہے جس سے قبر کی زندگی ثابت ہوتی ہے دیکھئے : (تفسیر طبری ج8ص253، تفسیر بغوی ج3ص35، تفسیر کشاف ج2ص520، البحر الوجیز لابی محمد عبد الحق الاندلسی ج3ص337، تفسیر بیضاوی ج1ص518، تفسیر مدارک ج1ص452، تفسیر خازن ج3ص84، تفسیر ابن کثیر ج2ص691، الدر المنثور لسیوطی ج4ص148، تفسیر ابو السعود ج5ص52، البحر المدید ج3ص370)

آیت نمبر 2:

قُلِ اللَّهُ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ

الجاثیہ 26

ترجمہ:: اے پیغمبر لوگوں سے کہہ دیجیے اللہ ہی تمہیں زندگی دیتا ہے پھر وہی تمہیں موت دے گا، پھر تم سب کو قیامت کے دن جمع کرے گا جس میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں ہے لیکن اکثر لوگ سمجھتے نہیں ہیں۔

تفسیر:

قُلِ } یا محمد لأبی جهل وأصحابه { اللهُ يُحْيِيكُمْ } فی القبر { ثُمَّ يُمِيتُكُمْ } فی القبر { ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ إِلَى يَوْمِ القيامة } ويقال قل الله يميتكم مقدم ومؤخر ثم يجمعكم إلى يوم القيامة { لاَ رَيْبَ فِيهِ } لا شك فيه { ولكن أَكْثَرَ الناس } أهل مكة { لاَ يَعْلَمُونَ } ذلك ولا يصدقون

[تفسیر ابن عباس 2ص22]

ترجمہ: سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنھما اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں "اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ابو جہل اور دوسرے کفار سے کہدیں اللہ تمہیں قبر میں زندہ کرے گا { سوال وجواب کے بعد } تمہیں قبر میں موت دے گا پھر تم سب کو قیامت کے دن جمع کرے گا بعض حضرات کے نزدیک اس آیت میں تھوڑی سی تقدیم وتاخیر ہے { ثُمَّ يُمِيتُكُمْ } پہلے ہے اور { يُحْيِيكُمْ } بعد میں ہے اب آیت کا معنیٰ ہو گا اللہ تمہیں دنیا میں موت دیں گے پھر قبر میں زندہ کریں گے، پھر تم سب کو قیامت کے دن جمع کرے گا جس میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں ہے لیکن اکثر اہل مکہ اس بات کو نہ سمجھتے ہیں اور نہ ہی اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

احادیث مبارکہ:

حدیث نمبر 1:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث مروی ہے جسے کئی محدثین نے نقل کیا ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے موت کے وقت پیش آنے والے حالات وواقعات، موت کے وقت مومن وکافر کی کیفیت موت کے بعد قبر میں پیش آنے والے حالات کو تفصیلاً بیان فرمایا ہے اس طویل حدیث میں قبر کے زندگی کو بیان کرتے ہوئے آپ علیہ السلام نے فرمایا "فتعاد روحه فی جسده"

سوال وجواب کے وقت میت کی روح پھر اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے۔

(مسند احمد رقم الحدیث 18534، شعب الایمان ج1ص357، 356 رقم الحدیث 395 فصل فی عذاب القبر)

مصححین ومستدلین حدیث:

حضرات ائمہ کی بہت بڑی تعداد نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا اور اس سے قبر کی زندگی کے اثبات پر استدلال کیا ہے۔ مثلاً:

☆ قَالَ الْبَيْهَقِيُّ رَحِمَهُ اللهُ: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ.

شعب الایمان ج1 ص357

☆ وَقَالَ الْحَافِظُ أَبُو نُعَيْمٍ الأصبهاني: وَأَمَّا حَدِيثُ الْبَرَاءِ رَوَاهُ الْمِنْهَالُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ زاذان عَنِ الْبَرَاءِ فَحَدِيثٌ مَشْهُورٌ رَوَاهُ عَنِ الْمِنْهَالِ الْجَمُّ الْغَفِيرُ وَرَوَاهُ عَنِ الْبَرَاءِ: عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُقْبَةَ وَغَيْرُهُمَا وَرَوَاهُ عَنْ زاذان عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ. قَالَ: وَهُوَ حَدِيثٌ أَجْمَعَ رُوَاةُ الْأَثَرِ عَلَى شُهْرَتِهِ وَاسْتِفَاضَتِهِ وَقَالَ الْحَافِظُ أَبُو عَبْدِ اللهِ بْنُ منده: هَذَا الْحَدِيثُ إِسْنَادُهُ مُتَّصِلٌ مَشْهُورٌ رَوَاهُ جَمَاعَةٌ عَنِ الْبَرَاءِ

مجموع الفتاوی ج5 ص216

☆ هذا حديث ثابت مشهور مستفيض صححه جماعة من الحفاظ ولا نعلم أحدا من أئمة الحديث طعن فيه بل رووه فی كتبهم وتلقوه بالقبول وجعلوه أصلا من أصول الدين فی عذاب القبر ونعيمه ومساءلة منكر ونكير وقبض الأرواح وصعودها إلی بين يدی الله ثم رجوعها إلی القبر

کتاب الروح ص48

نوٹ: اس روایت کے راوی ابو معاویہ پر بعض حضرات نے اضطراب کی جرح کی ہے لیکن وہ جرح یہاں نہیں چل سکتی کیونکہ بتصریح ائمہ ابو معاویہ کی ان روایات میں اضطراب ہے جو اعمش کے علاوہ سے مروی ہوں

أبو معاوية الضرير صدوق وهو فی الأعمش ثقة وفی غير الأعمش فيه اضطراب. (تاریخ بغداد ج2 ص115)

اور یہ روایت امام اعمش سے ہی مروی ہے۔ صحیح مسلم میں سبز پرندوں والی روایت بھی ابو معاویہ عن اعمش کے طریق سے مروی ہے۔

حدیث نمبر2:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يُسْرِفُ عَلَى نَفْسِهِ فَلَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ قَالَ لِبَنِيهِ إِذَا أَنَا مُتُّ فَأَحْرِقُونِي ثُمَّ اطْحَنُونِي ثُمَّ ذَرُّونِي فِي الرِّيحِ فَوَاللهِ لَئِنْ قَدَرَ عَلَيَّ رَبِّي لَيُعَذِّبَنِّي عَذَابًا مَا عَذَّبَهُ أَحَدًا فَلَمَّا مَاتَ فُعِلَ بِهِ ذَلِكَ فَأَمَرَ اللهُ الْأَرْضَ فَقَالَ اجْمَعِي مَا فِيكِ مِنْهُ فَفَعَلَتْ فَإِذَا هُوَ قَائِمٌ فَقَالَ مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ قَالَ يَا رَبِّ خَشْيَتُكَ فَغَفَرَ لَهُ

صحیح بخاری ج ص باب حدیث الغار

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک آدمی تھا جو بہت گناہگار تھا جب اسے موت آنے لگی تو اس نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ جب میں مر جاوں تو مجھے جلا دینا پھر میری ہڈیوں کو پیس لینا اور مجھے ہوا میں اڑا دینا قسم بخدا اگر میں اپنے رب کی پکڑ میں آ گیا تو مجھے ایسا عذاب دے گا جو کسی کو بھی نہیں دیا ہو گا چنانچہ جب وہ مر گیا تو اس کے ساتھ یہی معاملہ کیا گیا، اللہ رب العزت نے زمین کو حکم دیا کہ اس بندے کے ذرات جہاں کہیں بھی ہیں ان کو جمع کر دے زمین نے اس کے ذرات جمع کر دیے تو وہ زندہ کھڑا ہو گیا اللہ تعالی نے فرمایا تو نے یہ کام کیوں کیا؟ ایسی وصیت کیوں کی؟ تو وہ کہنے لگا اے میرے رب میں نے تیرے ڈر کی وجہ سے ایسا کیا تھا چنانچہ اللہ تعالی نے اس بخش دیا۔

ملاحظہ فرمائیں اگر موت کے بعد سوال وجواب اور اس کے بعد ثواب وعذاب کا تعلق اس دنیا والے جسم سے نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ نے اس بندے کے اسی دنیوی جسم کو دوبارہ کیوں زندہ فرمایا؟ اس کی روح تو محفوظ تھی اسی سے سوال وجواب کر لیتے۔

حدیث نمبر3:

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ اسْتَغْفِرُوا لِأَخِيكُمْ

وَسَلُوا لَهُ التَّثْبِيتَ فَإِنَّهُ الآنَ يُسْأَلُ

سنن ابی داود ج ص باب الاِسْتِغْفَارِ عِنْدَ الْقَبْرِ لِلْمَيِّتِ فِی وَقْتِ الاِنْصِرَافِ.

ترجمہ: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب میت کو دفن کرنے سے فارغ ہو جاتے تو تھوڑی دیر وہی ٹھہرتے اور فرماتے اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو اور اس کے لیے ثابت قدمی کا سوال کرو کیونکہ اس سے ابھی سوال کیے جائیں گے۔

اور سوال زندہ سے کیا جاتا ہے۔

[۳]: عذاب وثواب جسم مع الروح

قرآن مع التفسیر:

آیت نمبر1:

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ وَمَنْ قَالَ سَأُنْزِلُ مِثْلَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَلَوْ تَرَى إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُو أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُوا أَنْفُسَكُمُ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ آيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ [الانعام 93]

مستدلین:

1: امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری المتوفی 256ھ نے اس آیت کریمہ سے عذاب قبر پر استدلال کیا ہے فرماتے ہیں:

باب ما جاء فی عذاب القبر وقول الله تعالى ولو ترى إذ الظالمون فی غمرات الموت والملائكة باسطو أيديهم أخرجوا أنفسكم اليوم تجزون عذاب الهون

صحیح بخاری ج1 ص183

2: امام شمس الدین ابو عبد اللہ بن قیم الجوزیہ المتوفی 751ھ ایک سوال ”قرآن کریم میں عذاب وثواب قبر کا ذکر کیوں نہیں؟“ کے جواب میں فرماتے ہیں:

وأما الجواب المفصل فهو أن نعيم البرزخ وعذابه مذكور فی القرآن فی غير موضع فمنها قوله تعالى ولو ترى إذ الظالمون فی غمرات الموت والملائكة باسطو أيديهم أخرجوا أنفسكم اليوم تجزون عذاب الهون بما كنتم تقولون على الله غير الحق وكنتم عن اياته تستكبرون وهذا خطاب لهم عند الموت وقد أخبرت الملائكة وهم الصادقون أنهم حينئذ يجزون عذاب الهون ولو تأخر عنهم ذلك إلى انقضاء الدنيا لما صح أن يقال لهم اليوم تجزون"

کتاب الروح لابن قیم ص87

3: مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب المتوفی 1396ھ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

آج مرنے کے ساتھ ہی تم کو ذلت کی سزا دی جائے گی یعنی جس میں تکلیف جسمانی بھی ہو اور ذلت روحانی بھی۔

معارف القرآن ج3 ص393

آیت نمبر2:

وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ مُنَافِقُونَ وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَرَدُوا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ سَنُعَذِّبُهُمْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّونَ إِلَى عَذَابٍ عَظِيمٍ (التوبہ: 101)

اس آیت میں اللہ تعالی نے منافقین کے لئے قیامت سے پہلے دو عذابوں کو ذکر کیا ہے۔ بقولِ مفسرین ان میں ایک عذاب قبر کا ہے۔

مستدلین:

1: عن ابن عباس فی ہذہ الآیۃ قال قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطیبا یوم الجمعۃ فقال "اخرج یا فلان، فإنك منافق، واخرج یا فلان فإنك منافق فأخرج من المسجد ناسا منہم فضحہم فجاء عمر وہم یخرجون من المسجد فاختبأ منہم حیاء أنہ لم یشہد الجمعۃ وظن أن الناس قد انصرفوا، واختبئوا ہم من عمر ظنوا أنہ قد علم بأمرہم فجاء عمر فدخل المسجد فإذا الناس لم یصلوا، فقال لہ رجل من المسلمین: أبشر یا عمر، قد فضح اللہ المنافقین الیوم. قال ابن عباس: فہذا العذاب الأول حین أخرجہم من المسجد، والعذاب الثانی عذاب القبر". (تفسیر ابن کثیر ج3 ص435)

2: وقال الحسن البصری: عذاب فی الدنیا، وعذاب فی القبر. (تفسیر ابن کثیر ج3 ص435)

آیت نمبر3:

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظَّالِمِينَ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ. (ابراھیم 27)

تفسیر نبوی:

1: عن البراء بن عازب رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال إذا أقعد المؤمن فی قبرہ أتی ثم شہد أن لا إلہ إلا اللہ وأن محمدا رسول اللہ فذلك قولہ {یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت} حدثنا محمد بن بشار حدثنا غندر حدثنا شعبۃ بہذا وزاد {یثبت اللہ الذین آمنوا} نزلت فی عذاب القبر. (صحیح بخاری ج1 ص183)

2: عن البراء بن عازب عن النبی صلی اللہ علیہ و سلم قال: {یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیاۃ الدنیا وفی الآخرۃ} قال نزلت فی عذاب القبر یقال لہ من ربك فیقول ربی اللہ ودینی دین محمد صلی اللہ علیہ و سلم فذلك قولہ {یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیاۃ الدنیا وفی الآخرۃ}. (سنن نسائی ج1 ص290 باب عذاب القبر)

تفسیر صحابی:

عن خیثمۃ عن البراء قال: {یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیاۃ الدنیا وفی الآخرۃ} قال نزلت فی عذاب القبر. (سنن نسائی ج1 ص289 باب عذاب القبر)

فائدہ: اکثر سنی مفسرین نے اس آیت کریمہ کو ثواب وعذاب قبر کے متعلق قرار دیا ہے اور اس آیت کے تحت اعادہ روح، سوال وجواب فی القبر کو ذکر کیا ہے طوالت کے خوف سے ان تمام کو یہاں نقل نہیں کیا جاتا صرف ایک پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع عثمانی رحمہ اللہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

"قبر کا عذاب وثواب قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ حدیث یہ ہے؛ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قبر میں مومن سے سوال کیا جائے گا تو ایسے ہولناک مقام اور سخت حال میں بھی وہ بتائید ربانی اس کلمہ پر قائم رہے گا، اور "لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کی شہادت دے گا اور پھر فرمایا کہ ارشاد قرآنی "یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیاۃ الدنیا وفی الآخرۃ" کا یہی مطلب ہے... اسی طرح تقریباً چالیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے معتبر اسانید کے ساتھ اسی مضمون کی حدیثیں منقول ہیں جن کو امام ابن کثیر نے اس جگہ اپنی تفسیر میں جمع کیا ہے اور شیخ جلال الدین سیوطی نے اپنے منظوم رسالہ "التثبیت عند التبییت" میں اور "شرح الصدور" میں ستر احادیث کا حوالہ نقل کر کے ان روایات کو متواتر فرمایا ہے، ان سب حضرات صحابہ کرام نے آیت مذکورہ میں آخرت سے مراد قبر اور اس آیت کو قبر کے عذاب وثواب سے متعلق قرار دیا ہے۔" (معارف القرآن ج5 ص248)

احادیث مبارکہ:

حدیث نمبر 1:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتَوَلَّى عَنْهُ أَصْحَابُهُ وَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ أَتَاهُ مَلَكَانِ فَيُقْعِدَانِهِ فَيَقُولَانِ مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيَقُولُ أَشْهَدُ أَنَّهُ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ فَيُقَالُ لَهُ انْظُرْ إِلَى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ قَدْ أَبْدَلَكَ اللّٰهُ بِهِ مَقْعَدًا مِنَ الْجَنَّةِ فَيَرَاهُمَا جَمِيعًا قَالَ قَتَادَةُ وَذُكِرَ لَنَا أَنَّهُ يُفْسَحُ لَهُ فِي قَبْرِهِ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى حَدِيثِ أَنَسٍ قَالَ وَأَمَّا الْمُنَافِقُ وَالْكَافِرُ فَيُقَالُ لَهُ مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ فَيَقُولُ لَا أَدْرِي كُنْتُ أَقُولُ مَا يَقُولُ النَّاسُ فَيُقَالُ لَا دَرَيْتَ وَلَا تَلَيْتَ وَيُضْرَبُ بِمَطَارِقَ مِنْ حَدِيدٍ ضَرْبَةً فَيَصِيحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا مَنْ يَلِيهِ غَيْرَ الثَّقَلَيْنِ. (صحیح البخاری: ص220 بَابُ مَا جَاءَ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ رقم 1374)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندے کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے دفن کرنے والے ساتھی واپس لوٹتے ہیں یقینا وہ ان کے جوتوں کی آہٹ سن رہا ہوتا ہے اس وقت اس کے پاس دو فرشتے آجاتے ہیں اس کو بٹھادیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا کہتا ہے مومن کہتا ہے کہ میں گواہی دیتاہوں وہ اللہ کے بندے اور رسول ہیں پس اسے کہا جاتا ہے کہ تو اپنا آگ کا ٹھکانہ دیکھ لے اللہ تعالی نے تجھے اس کے بدلے جنت عطا فرمائی ہے پس وہ دونوں مقاموں کو دیکھتا ہے باقی منافق اور کافر جب اس سے پوچھا جاتا ہے تو اس شخص کے بارے میں کیا کہتا ہے وہ کہتا ہے میں نہیں جانتا جس طرح لوگ کہتے تھے میں بھی اسی طرح کہتا تھا تو فرشتے اسے کہتے ہیں نہ تو خود جانتا تھا اور نہ ہی جاننے والوں پر اعتماد کرتا تھا اس کے بعد لوہے کے ہتھوڑے سے اسے ایسامارا جاتا ہے کہ وہ چیختا ہے اور اس کی چیخ وپکار جن اور انس کے علاوہ ارد گرد کے جانور سنتے ہیں۔

حدیث نمبر 2:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ إِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم دَخَلَ نَخْلاً لِبَنِي النَّجَّارِ فَسَمِعَ صَوْتًا فَفَزِعَ فَقَالَ مَنْ أَصْحَابُ هَذِهِ الْقُبُورِ قَالُوا : يَا رَسُولَ اللّٰهِ نَاسٌ مَاتُوا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ تَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَمِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ قَالُوا وَمِمَّ ذَاكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ أَتَاهُ مَلَكٌ فَيَقُولُ لَهُ مَا كُنْتَ تَعْبُدُ فَإِنِ اللّٰهُ هَدَاهُ قَالَ كُنْتُ أَعْبُدُ اللّٰهَ. فَيُقَالُ لَهُ مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ فَيَقُول هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ فَمَا يُسْأَلُ عَنْ شَيْءٍ غَيْرِهَا فَيُنْطَلَقُ بِهِ إِلَى بَيْتٍ كَانَ لَهُ فِي النَّارِ فَيُقَالُ لَهُ هَذَا بَيْتُكَ كَانَ لَكَ فِي النَّارِ وَلَكِنَّ اللّٰهَ عَصَمَكَ وَرَحِمَكَ فَأَبْدَلَكَ بِهِ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ فَيَقُولُ دَعُونِي حَتَّى أَذْهَبَ فَأُبَشِّرَ أَهْلِي فَيُقَالُ لَهُ اسْكُنْ. وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ أَتَاهُ مَلَكٌ فَيَنْتَهِرُهُ فَيَقُولُ لَهُ مَا كُنْتَ تَعْبُدُ فَيَقُولُ لاَ أَدْرِي. فَيُقَالُ لَهُ لاَ دَرَيْتَ وَلاَ تَلَيْتَ فَيُقَالُ لَهُ فَمَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ فَيَقُولُ كُنْتُ أَقُولُ مَا يَقُولُ النَّاسُ فَيَضْرِبُهُ بِمِطْرَاقٍ مِنْ حَدِيدٍ بَيْنَ أُذُنَيْهِ فَيَصِيحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا الْخَلْقُ غَيْرَ الثَّقَلَيْنِ. (سنن ابی داود ج2 ص305 بَاب فِي الْمَسْأَلَةِ فِي الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ بنی نجار کے باغ میں تشریف لے گئے آپ نے وہاں پر ایک آواز سنی تو آپ گھبرا گئے اور دریافت فرمایا یہ کن لوگوں کی قبریں ہیں؟ لوگوں نے بتایا یارسول اللہ کچھ لوگوں کی قبریں ہیں جو دور جاہلیت میں انتقال کر گئے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالی سے آگ کے عذاب اور فتنہ دجال سے پناہ مانگو لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ کس وجہ سے؟ آپ نے ارشاد فرمایا مومن جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے پاس ایک فرشتہ آتا ہے اور کہتا ہے تو (دنیا میں) کس کی عبادت کرتا تھا؟ اللہ تعالی جس کی راہنمائی فرماتے ہیں تو وہ جواب دیتا ہے کہ میں اللہ تعالی کی عبادت کرتا تھا پھر اس شخص سے کہا جاتا ہے کہ تم اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں) وہ شخص جواب دیتا ہے کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اس کے بعد

اس کو ایک گھر کی طرف لے جاتے ہیں جو اس کے لیے دوزخ میں تھا اور اس سے کہتے ہیں تمہارا دوزخ میں یہ گھر تھا لیکن اللہ تعالی نے تمہاری حفاظت فرمائی اور تم پر رحم فرمایا اور اس کے عوض جنت میں گھر عطا فرمادیا، وہ شخص یہ سن کر کہتا ہے کہ مجھے دنیا میں واپس جانے دو میں اپنے اہل خانہ کو اس کی خوشخبری سناؤں لیکن اس شخص کو دنیا میں واپس آنے کی اجازت نہیں دی جاتی اور جب کافر کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے پاس فرشتہ آتا ہے اور ڈانٹ کر اس سے پوچھتا ہے کہ تو کس کی عبادت کرتا تھا؟ وہ کہتا ہے مجھے معلوم نہیں پھر اس سے کہتے ہیں کہ تو نے نہ تو خود علم حاصل کیا اور نہ کسی کی اتباع کی پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ تو اس شخص (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ تو وہ کہتا ہے کہ میں وہی بات کہتا تھا جو لوگ کہتے تھے پھر وہ فرشتہ اس شخص کو اس کے دونوں کانوں کے درمیان لوہے کے گرز سے مارتا ہے وہ شخص ایسی چیخ مارتا ہے کہ اللہ کی تمام مخلوق اس کو سنتی ہے سوائے جنوں اور انسانوں کے۔

حدیث نمبر 3:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَبْرَيْنِ فَقَالَ إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ مِنْ كَبِيرٍ ثُمَّ قَالَ بَلَى أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ يَسْعَى بِالنَّمِيمَةِ وَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ قَالَ ثُمَّ أَخَذَ عُودًا رَطْبًا فَكَسَرَهُ بِاثْنَتَيْنِ ثُمَّ غَرَزَ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلَى قَبْرٍ ثُمَّ قَالَ لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا

صحیح بخاری ص 221 باب عذاب القبر مِنَ الْغِيبَةِ وَالْبَوْلِ رقم 1378، مسند احمد ج 3 ص 441 رقم 1980،

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دو قبروں سے گذر ہوا تو آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ان دو قبر والوں کو عذاب دیا جارہا ہے اور عذاب بھی کسی بڑے جرم کی وجہ سے نہیں ہو رہا ہے پھر آپ نے فرمایا ان میں سے ایک چغل خوری کرتا تھا اور دوسرا پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا پھر آپ علیہ السلام نے ایک تر ٹہنی منگوائی اور اس کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ان میں سے ہر ایک قبر پر گاڑدی پھر فرمایا کہ امید ہے ان کے خشک ہونے تک ان سے عذاب میں تخفیف کر دی جائے گی۔

اجماع اہل السنت والجماعت:

1: بيان استنباط الاحكام الاول فيه أن عذاب القبر حق يجب الإيمان به والتسليم له وعلى ذلك أهل السنة والجماعة-- -------ثم المعذب عند أهل السنة الجسد بعينه أو بعضه بعد إعادة الروح إلى جسده أو إلى جزئه وخالف في ذلك محمد بن جرير وطائفة فقالوا لا يشترط إعادة الروح وهذا أيضا فاسد

عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ج 2 ص 598،597

2: ثم المعذب عند أهل السنة الجسد بعينه أو بعضه بعد اعادة الروح إليه أو إلى جزء منه وخالف فيه محمد بن جرير وعبد الله بن كرام وطائفة فقالوا لا يشترط إعادة الروح قال أصحابنا هذا فاسد لأن الألم والاحساس إنما يكون في الحي

شرح مسلم ج 2 ص 386

3: بَلِ الْعَذَابُ وَالنَّعِيمُ عَلَى النَّفْسِ وَالْبَدَنِ جَمِيعًا بِاتِّفَاقِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ تَنْعَمُ النَّفْسُ وَتُعَذَّبُ مُنْفَرِدَةً عَنِ الْبَدَنِ وَتُعَذَّبُ مُتَّصِلَةً بِالْبَدَنِ وَالْبَدَنُ مُتَّصِلٌ بِهَا فَيَكُونُ النَّعِيمُ وَالْعَذَابُ عَلَيْهِمَا فِي هَذِهِ الْحَالِ مُجْتَمِعَيْنِ كَمَا يَكُونُ لِلرُّوحِ مُنْفَرِدَةً عَنِ الْبَدَنِ.

(فتاوی ابن تیمیہ: ج 2 ص 140)